دار الافتاء

جناب غازی عزیر

"کیا جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت مریمؑ سے ہوگا؟"

کچھ عرصہ قبل ایک مخلص دوست (محترم جناب سید احمد قادری صاحب) نے بنگلور (بھارت) سے شائع ہونے والے اُردو ہفت روزہ "عروجِ ہند" ج ۳، شمارہ ۱، مجریہ ۴ جنوری ۱۹۸۷ء کے صفحہ ۱۱ کی عکسی نقل راقم کو دی تھی۔ اس صفحہ پر "مذہبی سوالات" کے عنوان سے سوال و جواب کا ایک مستقل کالم ہوتا ہے، جس میں مسجد بنگلور کے امام و خطیب جناب شعیب اللہ خان صاحب مختلف دینی سوالات کے جوابات تحریر فرماتے ہیں۔ محولہ بالا شمارہ میں کسی شخص نے جناب شعیب اللہ خان صاحب کو اُن کی غلطی کی طرف نہایت مُخلصانہ طور پر متوجہ کرتے ہوئے اُن کے اس قول کی دلیل کا مطالبہ کیا تھا کہ: "جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت مریمؑ سے ہوگا!" مسئولہ عبارت اور محترم شعیب اللہ صاحب کا جواب بعینہٖ درج ذیل ہے:

"س: آپ نے ایک دفعہ لکھا تھا کہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت مریم علیہ السلام سے ہوگا، یہ بالکل غلط ہے۔ آپ ایسی غلط باتیں نہ لکھا کریں، کیا آپ اس کی دلیل پیش کر سکتے ہیں.....؟

ج: کسی پر حکم لگانے سے قبل (پہلے) تحقیق کر لینا بھی ضروری ہے ورنہ انسان کو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے، میں نے جو بات لکھی تھی وہ حدیث سے ثابت ہے، اور علماء تفسیر نے اس کو اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے، چنانچہ روح المعانی ص ۱۶۵ ج ۲۸ میں ہے کہ طبرانی نے سعد بن جنادہ سے یہ روایت تخریج کی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی اور موسیٰ کی بہن کو میری زوجہ بنایا ہے۔ اور تفسیر قرطبی (ص ۲۰۴ ج ۱۸) میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ کو نزع کے وقت فرمایا کہ کیا تم اس چیز کو مکروہ خیال کرتی ہو، حالانکہ اللہ نے ناپسندیدہ چیز میں خیر رکھی ہے۔ پس جب تم اپنی سوکنوں کے ہاں جاؤ تو میرا اسلام سنا دینا یعنی مریم، آسیہ اور حکیمہ یا کلیمہ، اس میں سوکن قرار دینا ان عورتوں کو کیا معنی رکھتا ہے؟ یہ تو ظاہر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہم نے جو لکھا تھا وہ غلط نہ تھا ہاں مختصر تھا۔"

(ہفت روزہ "عروجِ ہند" بنگلور ج ۳ عدد ۱ ص ۱۱ کالم ۱-۲ مجریہ ۴ جنوری ۱۹۸۷ء)

اس پر ہمارے محترم دوست قادری صاحب نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا جناب شعیب اللہ خان صاحب کا یہ جواب درست ہے؟

الجواب: قارئین نے پڑھا کہ محترم شعیب اللہ صاحب نے اپنے جواب میں تحریر فرمایا ہے: "میں نے جو بات لکھی تھی وہ حدیث سے ثابت ہے"۔ لیکن آں محترم نے خود کسی حدیث کا حوالہ دینے کے بجائے سید محمود آفندی ابوالثناء شہاب الدین آلوسی بغدادیؒ (م ۱۲۷۰ھ) کی مشہور تفسیر "روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی"، اور ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری خزرجی اندلسی قرطبی المالکیؒ (م ۶۷۱ھ) کی تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" (جو تفسیر قرطبی کے نام سے مشہور ہے) سے دو روایات نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے، حالانکہ کسی بھی صاحبِ علم و بصیرت سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ وضاعینِ حدیث اور افسانہ گو قسم کے لوگوں نے تفسیری روایات میں بہت کچھ اضافہ کیا ہے۔ افسوس کہ ان روایات کو نقل کرنے میں اس درجہ احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھا گیا جتنی کہ احادیث کی تدوین میں اس بات کا اہتمام کیا گیا تھا۔ چنانچہ کتبِ تفسیر و تاریخ و سیر میں آج بے شمار ایسے اقوال ملیں گے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ بایں سبب ہر دور کے علماء و محققین و محدثین نے بیشتر تفسیری روایات کو، جو آپؐ یا آپؐ کے اصحابؓ کی جانب منسوب کی جاتی ہیں، نہ صرف قبول نہیں کیا بلکہ اُن پر سخت جرح و تنقید بھی فرمائی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ سے تو یہاں تک منقول ہے کہ:

"تین چیزوں کی کوئی اصل نہیں ہے، تفسیر[1]، ملاحم[2] اور مغازی[3]"۔ (تاریخ تفسیر و مفسرین از پروفیسر غلام احمد حریری ص ۴۹ طبع فیصل آباد)

اور علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں:

"بہت سے واعظ موضوع احادیث سن لیتے ہیں اور پھر ان کو اسی طرح لوگوں کے سامنے روایت کر دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ سب جھوٹی روایات ہیں . . . . آپ ان واعظوں کو ایسی ہی موضوع اور من گھڑت احادیث بیان کرتے ہوئے دیکھیں گے، بلکہ وہ ان میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کر دیتے ہیں تاکہ حدیث اچھی لگے . . . . اس قسم کا غلط مواد تفاسیر میں بہت زیادہ ہے . الخ"

(تحفۃ الواعظین ترجمہ القصاص والمذکرین لابن الجوزی ص ۱۳۴-۱۳۵ طبع کراچی)

اولاً سبائیوں اور مجوسیوں کی ہرزہ سرائیوں اور اسرائیلیات کو ابن جریر الطبری نے اپنی تفسیر میں جگہ دی . اگرچہ طبری نے روایات کو مع اسناد ذکر کرنے کا التزام کیا ہے، لیکن وہ اسناد کی جانچ پڑتال محدثین کے معروف و مسلّمہ اصول کے مطابق خود کر کے کسی طرح کا حکم نہیں لگاتے، بلکہ نقد و جرح کی تمام ذمہ داری قاری پر ڈال کر خود کو اس فریضہ سے سبکدوش تصور کرتے ہیں . بعد کے مفسرین و شارحینِ قرآن نے کم و بیش انہی روایات کو اپنی تفاسیر میں نقل کیا ہے . چنانچہ ذیل میں "محترم" سائل جناب سید احمد قادری صاحب کے سوال، نیز احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے جذبہ کے پیشِ نظر اس مذہبی داستان پر ایک تحقیقی جائزہ پیش کیا جاتا ہے، جسے جناب شعیب اللہ خانصاحب اور اُن سے بہت پہلے مختلف سیرت نگار، مؤرخین اور مفسرین اپنی اپنی تصانیف میں بیان کر چکے ہیں :

۱ - "عَنْ سَعْدِ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ زَوَّجَنِيْ فِي الْجَنَّةِ مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ وَامْرَأَةَ فِرْعَوْنَ وَ أُخْتَ مُوْسٰى ." (رواہ الطبرانی فی الکبیر واوردہ السیوطی فی الجامع)

"حضرت سعد بن جنادہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت میں حضرت مریم بنت عمران، فرعون کی عورت، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کو میری بیوی بنایا ہے ."

اس روایت کے متعلق حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ :

" فِيْهِ مَنْ لَمْ أَعْرِفْهُمْ " یعنی " اس کی اسناد میں ایسے (مجہول رواۃ) شامل ہیں جن کو

میں نہیں جانتا۔" (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمیؒ ج ۹ ص ۲۱۸)

علامہ مناویؒ اور محدث شہیر محمد ناصر الدین الالبانی نے بھی اس روایت کے متعلق علامہ ہیثمیؒ کی علت کو ہی بیان کیا ہے۔ (دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ للالبانی ج ۲ ص ۲۲۰)

۲۔ "عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِعَائِشَۃَ اَشَعَرْتِ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ زَوَّجَنِیْ فِی الْجَنَّۃِ مَرْیَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ وَکُلْثُمَ اُخْتَ مُوْسٰی وَامْرَأَۃَ فِرْعَوْنَ" (رواہ الطبرانی)

"حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ فرماتے ہوئے سنا: "میں تمہیں اس بات کی خبر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں مریم بنت عمران، حضرت موسیٰؑ کی بہن کلثم اور فرعون کی عورت کو میری بیوی بنایا ہے۔"

اس روایت کے متعلق علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ: "اس کی اسناد میں خالد بن یوسف السمتی موجود ہے، جو کہ ضعیف ہے۔" (مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۹ ص ۲۱۸) خالد بن یوسف بن خالد السمتی کے متعلق علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ: "وہ خود ضعیف ہے اور اس کا باپ تو ہالک ہے۔"

(میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۱ ص ۶۴۷)

۳۔ "عَنْ اَبِیْ رَوَّادٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی خَدِیْجَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا فِیْ مَرَضِھَا الَّذِیْ تُوُفِّیَتْ فِیْہِ فَقَالَ لَھَا...... اَمَا عَلِمْتِ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ زَوَّجَنِیْ مَعَکِ فِی الْجَنَّۃِ مَرْیَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ وَامْرَأَۃَ فِرْعَوْنَ وَکُلْثُمَ اُخْتَ مُوْسٰی..... الخ"

"ابورواد سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس اُس علالت میں تشریف لائے، جس میں کہ انہوںؓ نے وفات پائی، اور اُنؓ سے فرمایا..... کیا تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں تمہارے ساتھ مریم بنت عمران، فرعون کی عورت اور حضرت موسیٰؑ کی بہن کلثم کو میری زوجہ بنایا ہے؟..... الخ"

اس روایت کے متعلق علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "یہ منقطع الاسناد ہے اور اس میں ایک راوی محمد بن الحسن بن زبالہ ہے، جو کہ ضعیف ہے۔" (مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۹ ص ۲۱۸) محمد بن الحسن بن زبالہ کے متعلق دوسرے کبار ائمہ جرح والتعدیل میں سے امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ "متروک الحدیث ہے۔" امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ "اس کے پاس مناکیر ہیں۔" امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ "کذاب ہے۔" یحییٰؒ فرماتے ہیں کہ "ثقہ نہیں ہے۔" ازدیؒ فرماتے ہیں کہ "متروک ہے۔" ابوحاتمؒ فرماتے ہیں کہ "واہی الحدیث ہے۔" دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ "منکر الحدیث ہے۔" ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ "اس کی تکذیب کی گئی ہے۔" تفصیلی ترجمہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں: تاریخ یحییٰ بن معینؒ ج ۳ ص ۱۸۰، ۲۲۷، تاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۱ ص ۶۷، ضعفاء الصغیر للبخاریؒ ترجمہ ۳۱۴، ضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ترجمہ ۱۶۰۹، جرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ ج ۲ ص ۲۲۷، مجروحین لابن حبانؒ ج ۲ ص ۲۷۴، کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ ج ۶ ترجمہ ۲۱۸۰، ضعفاء والمتروکین للدارقطنیؒ ترجمہ ۴۷۴، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۳ ص ۵۱۴، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ ج ۹ ص ۱۱۷، تقریب التہذیب لابن حجرؒ ج ۲ ص ۱۵۴ وتنزیہ الشریعہ المرفوعہ لابن عراق الکنانیؒ ج ۱ ص ۱۰۳)

۴۔ "عَنْ اَبِی اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَآئِشَۃُ! اَمَا تَعْلَمِیْنَ اَنَّ اللّٰہَ زَوَّجَنِیْ فِی الْجَنَّۃِ مَرْیَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ وَکُلْثُمَ اُخْتَ مُوْسٰی وَامْرَأَۃَ فِرْعَوْنَ۔"

(رواہ ابوالشیخ فی تاریخہ)

"حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عائشہؓ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں مریم بنت عمران، حضرت موسیٰؑ کی بہن کلثم اور فرعون کی عورت کو میری زوجہ بنایا ہے۔"

اس حدیث کو ابوالشیخؒ نے اپنی تاریخ کے صفحہ ۲۸۸ پر بطریق "ابی الربیع السمتی ثنا عبدالنور بن عبداللہ بن سنان عن یونس بن شعیب عن ابی امامہؓ" مرفوعاً روایت کیا ہے۔ عقیلیؒ نے اسے "الضعفاء الکبیر" میں بطریق "ابراہیم بن عرعرہ حدثنا عبدالنور بہ" روایت کیا ہے، اور اس پر یہ حکم لگایا ہے کہ "یونس بن شعیب کی حدیث غیر محفوظ ہوتی ہے۔" امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ "وہ منکر الحدیث ہے۔" ابن عدیؒ نے بھی اس روایت کا ذکر اپنی "کامل الضعفاء" میں کیا

ہے۔ ابنِ عدیؒ فرماتے ہیں کہ" یہ وہ حدیث ہے، جس پر امام بخاریؒ نے منکر ہونے کا حکم لگایا ہے۔" محدثِ عصر علامہ محمد ناصر الدین الالبانی نے بھی اس حدیث کو "منکر" قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"یونس بن شعیب سے روایت کرنے والا راوی (عبد النور بن عبد اللہ ابنِ سنان) بھی یونس بن شعیب کی طرح ہی، یا اس سے بھی زیادہ فتنہ پرور ہے۔ لہٰذا علامہ ذہبیؒ نے اس کو "کذاب" کہا ہے اور وضع حدیث کے لیے متہم بھی گرداناہے۔"

(الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ترجمہ ۴۶۹، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۲ ص ۴۸۱، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۲ ص ۲۲، کامل فی الضعفاء لابنِ عدیؒ واللسان المیزان لابنِ حجرؒ)

کبار ائمہ جرح والتعدیل اور محدثین نے کسی راوی کی ثقاہت وعدالت جانچنے کے لیے انہی شرائط کو مقرر کیا ہے، جو شریعت نے شاہد کے لیے بیان کی ہیں۔ جب گواہ ہی ساقط الاعتبار اور ناقابلِ قبول ہوگا تو کیوں کر اس کے بیان کردہ واقعہ کو صحیح تسلیم کیا جائے گا؟ موضوعِ زیرِ بحث کی جملہ روایات اور اُن کے رُواۃ کے تفصیلی کوائف اوپر بیان ہو چکے۔ اب ایسی صورتِ حال میں تاریخ وسیر اور تفسیری روایات یا اُن کے حوالہ سے کسی حدیث کے متعلق کوئی فیصلہ دینا ایسی ہی حیثیت رکھتا ہے جیسی کہ کسی کذاب زمانہ کو کسی سچے انسان کے خلاف مقدمہ میں فیصلہ دینے کے لیے جج متعین کیا جائے۔ پس ثابت ہوا کہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت مریم ؑ سے نکاح ہونے والا قصہ قطعی بے بنیاد، من گھڑت اور حد درجہ ناقابلِ اعتماد ہے۔ واضح رہے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق یہ کوئی اکیلا اور نرالا واقعہ نہیں ہے، بلکہ ایسے بے شمار بے بنیاد بلکہ بعض اوقات انتہائی حیرت انگیز واقعات بھی ذخیرۂ کتب میں بآسانی مل جائیں گے۔ سیرت کے مرتب کنندگان کا ہمیشہ سے یہ اصول رہا ہے کہ اس میں صحیح، مرفوع، حسن، مرسل، شاذ، غریب، ضعیف، منکر اور موضوع ہر قسم کی روایات بلا کسی امتیاز کے بیان کر دی جاتی ہیں۔ جیسا کہ حافظ عراقیؒ نے اپنے اس شعر میں فرمایا ہے:

۵ وَلْيَعْلَمِ الطَّالِبُ اَنَّ السِّيَرَا تَجْمَعُ مَا قَدْ صَحَّ وَمَا قَدْ اُنْكِرَ

"طالب علم کو جان لینا چاہیئے کہ سیرت کی کتابوں میں صحیح اور منکر ہر قسم کی روایات

جمع کی جاتی ہیں ۔"

جن باتوں سے کسی حدیث کے موضوع ہونے کا پتہ چلتا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ صحیح شہادتوں سے اس کا بطلان واضح ہو جائے۔ اس سلسلہ میں بعض صحیح احادیث میں جو کچھ مروی ہے وہ حسب ذیل ہے :

۱۔ "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدَاتُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ بَعْدَ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ فَاطِمَةُ وَخَدِيجَةُ ثُمَّ آسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ ۔" (رواہ الطبرانی)

"حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حضرت مریم بنت عمران کے بعد جنتی عورتوں کی سیدات حضرت فاطمہؓ اور حضرت خدیجہؓ پھر فرعون کی عورت آسیہ بنت مزاحم ہیں ۔"

اس حدیث کو طبرانیؒ نے "الاوسط" اور "الکبیر" میں روایت کیا ہے، لیکن "الکبیر" میں آسیہ بنت مزاحم کا تذکرہ نہیں ہے۔ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "الکبیر کے رجال صحیح ہیں بجز محمد بن مروان الذہلی کے، لیکن ابن حبانؒ نے اس کی توثیق کی ہے ۔"

(مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۹ ص ۲۰۱)

محمد بن مروان الذہلی ابو جعفر الکوفی کے متعلق علامہ ہیثمیؒ کو سہو ہوا ہے۔ ابن حبانؒ نے ابن مروان کا ذکر اپنی ثقات میں کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی طبقہ سابعہ کے اس راوی کو "مقبول" قرار دیا ہے۔ (تقریب التہذیب لابن حجرؒ ج ۲ ص ۲۰۶ و میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۴ ص ۳۳ و ترتیب الثقات ج ۳ ق ۴۰ والکشف الحثیث للحلبیؒ ص ۴۰۵)

۲۔ "قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ ابْنَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ ابْنَةُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ ۔"

(رواہ احمد و ابو یعلیٰ و الطبرانی)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جنتی عورتوں میں سب سے زیادہ افضل حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ، حضرت فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مریم بنت عمران اور فرعون کی عورت آسیہ بنت مزاحم ہیں ۔"

امام احمدؒ، ابویعلیؒ اور طبرانیؒ کی اس روایت کے متعلق علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "ان سب کے رجال صحیح ہیں" (مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۹ ص ۲۲۳)

۳۔ "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدَاتُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ ثُمَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ثُمَّ خَدِيْجَةُ ثُمَّ اٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔"

(رواہ الطبرانی)

"حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنتی عورتوں کی سیدات مریم بنت عمران پھر فاطمہؓ بنت محمدؐ پھر خدیجہؓ پھر فرعون کی عورت آسیہ ہیں۔"

اس روایت کے متعلق علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "اس کی اسناد میں محمد بن الحسن ابن زبالہ ہے، جو متروک ہے۔" (مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۹ ص ۲۲۳) ۔ محمد بن الحسن ابن زبالہ کا تفصیلی ذکر اوپر بیان ہو چکا ہے!

مندرجہ بالا روایات میں سے اگرچہ بعض میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن کئی صحیح احادیث کی موجودگی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں ان خواتین کی فضیلت و مرتبہ کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ بات کتاب و سنت سے مطابقت بھی رکھتی ہے۔ تعجب اس شخص یا ان اشخاص کی جسارت پر نہیں کرنا چاہیئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے قطعاً بے خوف ہو کر اللہ تعالیٰ کے رسولؐ پر یہ یا اس جیسے بے شمار افتراء کیے ہیں، بخلاف ازیں حیرت و استعجاب کا مورد وہ شخص ہے جو کتب تفسیر میں ایسی لغو اور وضع کردہ روایات کو جگہ دیتا ہے اور ان کا حقیقی مقام و مرتبہ بھی واضح نہیں کرتا۔ زنادقہ، منافقین اور اہل کتاب کی وضع کردہ روایات میں سے بے شمار ایسی مضحکہ خیز اور حیران کن ہیں کہ جن کو دیکھنے سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ دشمنانِ اسلام نے انہیں انبیاء عظامؑ اور صحابہ کرامؓ کی تذلیل و تحقیر کے لیے بالقصد وضع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اپنے دین کا صحیح فہم و شعور عطا فرمائے اور دشمنان اسلام کی چیرہ دستی اور ہرزہ سرائیوں سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین!

مضمون زیر بحث کے اختتام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سوال وجواب میں

موجود بعض دوسری غلطیاں بھی واضح کردی جائیں۔ مثلاً مسئولہ عبارت میں (خط کشیدہ) "حضرت مریم علیہ السلام" لکھا گیا ہے حالانکہ عربی قواعد کے مطابق "علیہ السلام" کی جگہ "علیہا السلام" ہونا چاہیئے تھا، اسی طرح "حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ" میں "رضی اللہ عنہ" کے "ہُ" کی ضمیر بصیغۂ مذکر کے بجائے تأنیث کے صیغہ (ھا) کے ساتھ یعنی "رضی اللہ عنہا" لکھنا چاہیئے تھا۔ واضح رہے کہ عربی قواعد کی یہ دوسری غلطی جناب شعیب اللہ صاحب نے اپنے جواب میں فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ جواب میں ایک تاریخی غلطی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام "حکیمہ یا کلیمہ" لکھا گیا ہے، حالانکہ جو احادیث اوپر بیان کی جا چکی ہیں ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام "کلثم" مذکور ہے۔

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ!

شعر و ادب — اسرار احمد سہاوری

نعت

ان کا دامن پھول چن چن کر سجاتی رہ گئی — زندگی کی ہر ادا دل کو لبھاتی رہ گئی
ان کی آمد باعثِ تزئینِ صد گلشن ہوئی — ہر کلی فرطِ حیا سے منہ چھپاتی رہ گئی
اک جھلک دیکھی تھی حسن جانفزا کی دور سے — چشمِ نرگس فرطِ حیرت سے لجاتی رہ گئی
غنچہ و گل ہر قدم دامن کشی کرتے رہے — بلبلِ رنگیں نوا نغمے سناتی رہ گئی
آبشاروں نے بکھیرے نغمہائے دلفروز — موجِ دریا رقص کرتی گنگناتی رہ گئی
بے نیازانہ وہ گزرے اس ہجومِ شوق سے — حسن کی ہر اک ادا ان کو بلاتی رہ گئی
جلوۂ حسنِ ازل بھی ناز پرور بن گیا — بے نیازی کی ادا دامن بچاتی رہ گئی
ان کی یادوں نے دیا تھا جذبِ دل کو اک ثبات — ترکِ الفت سے جنوں کی بے ثباتی رہ گئی

ہم نے ہی اسرار آنکھیں پھیر لیں دیوانہ وار
زندگی ہر ہر قدم پر مسکراتی رہ گئی